مولانا الطاف حسین حالؔی

سالِ ولادت: ۱۸۳۷ء   سالِ وفات: ۱۹۱۴ء

مولانا الطاف حسین حالؔی پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام خواجہ ایزد بخش تھا جن کا سلسلۂ نسب حضرت ایوب انصاریؓ سے جا ملتا ہے جبکہ والدہ کا تعلق سادات خاندان سے تھا۔ ان کے آباؤ اجداد بلبن کے عہد میں ہرات سے پانی پت میں مقیم ہوئے تھے۔ حالؔی کے گھریلو حالات بہت خراب تھے۔ حالؔی ابھی بہت چھوٹے تھے کہ ان کی والدہ وفات پا گئیں۔ پھر جب نو برس کے ہوئے تو والد کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ والدین کی وفات کے بعد حالؔی کی پرورش کا بیڑا ان کے بڑے بھائی خواجہ امداد حسین نے اٹھایا۔

حالؔی نے پہلے قرآنِ پاک حفظ کیا۔ بعد ازاں عربی اور فارسی کی طرف توجہ دی۔ ۱۷ برس کی عمر میں رشتہ داروں کے دباؤ میں آ کر حالؔی اپنی مرضی کے خلاف شادی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ شادی کے بعد حالؔی دلّی چلے گئے اور دو برس تک عربی اور صرف و نحو پڑھتے رہے۔ ضلع حصار کے کلکٹر کے دفتر میں معمولی سی تنخواہ پر حالؔی کو ملازمت مل گئی مگر حالات سازگار نہ رہنے کی بنا پر اگلے ہی برس یہ ملازمت ترک کرنا پڑی اور تقریباً چار برس تک بے روزگار رہے۔ پھر حالؔی پانی پت چلے گئے اور فقہ و حدیث کا مطالعہ کرنے لگے۔ کچھ عرصے کے بعد وہ جہانگیر آباد کے رئیس مصطفیٰ خان شیفتہ کے بچوں کے اتالیق مقرر ہوئے۔ شیفتؔہ کی صحبت سے حالؔی کا ذوقِ شعری اور بھی نکھرنے لگا۔ حالؔی شیفتہ کی صحبت سے تقریباً آٹھ سال تک فیض یاب ہوتے رہے۔ پھر دلی آ کر مرزا غالبؔ کی شاگردی اختیار کر لی۔ غالبؔ کے انتقال کے بعد حالؔی لاہور چلے گئے اور گورنمنٹ بک ڈپو میں ملازم ہو گئے اور انگریزی سے اردو تراجم کی عبارت درست کرنے لگے۔ یوں حالؔی میں انگریزی ادب سے بھی لگاؤ پیدا ہو گیا۔ پھر لاہور ہی میں حالؔی نے کرنل ہالرائیڈ (ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشنز) کے ایما پر مولانا محمد حسین آزادؔ کے ساتھ مل کر مشاعروں کا سلسلہ شروع کیا اور جدید شاعری کی بنیاد ڈالی۔

چار سال لاہور میں رہنے کے بعد حالؔی دوبارہ دلّی چلے گئے اور اینگلو عربک سکول میں بطور مدرس مقرر ہو گئے۔ انھی دنوں ان کی ملاقات سر سید سے ہوئی۔ حالؔی سر سید کے افکار سے بہت متاثر ہوئے۔ پھر سر سیدؔ ہی کی وساطت سے انھیں نظام دکن کی طرف سے ۷۰ روپے ماہوار وظیفہ ملنا شروع ہوا۔ ملازمت سے فراغت کے بعد حالؔی پانی پت میں مقیم ہو گئے۔ ۱۹۰۴ء میں ان کی علمی اور ادبی خدمات کے صلے میں انھیں شمس العلما کا خطاب ملا۔

حالؔی سر سید تحریک کے سرگرم رکن اور علمبردار تھے۔ سر سید کی صحبت نے حالؔی کے ادبی ذوق کو خوب چمکایا اور علم و ادب کے بے نظیر شاہکار تخلیق کیے۔ ان کی اہم نثری تصانیف یہ ہیں:۔

"مقدمہ شعر و شاعری"، "یادگارِ غالب"، "حیاتِ جاوید"، "حیاتِ سعدی"۔

زیرِ نظر اقتباس ان کی کتاب "مقدمہ شعر و شاعری" سے لیا گیا ہے جس میں وہ بتاتے ہیں کہ شاعری میں کمال حاصل کرنے کے لیے کون کون سی شرطیں ضروری ہیں اور شاعری میں وہ کون سی خاصیت ہے جو اس کو غیر شاعر سے ممتاز کرتی ہے۔

شاعری کے لیے کیا کیا شرطیں ضروری ہیں

پہلی شرط

سب سے مقدم اور ضروری چیز جو کہ شاعر کو غیر شاعر سے تمیز دیتی ہے، قوت متخیلہ یا تخیل ہے جس کو انگریزی میں ایمجی نیشن[1] کہتے ہیں۔ یہ قوت جس قدر شاعر میں اعلیٰ درجہ کی ہوگی اسی قدر اس کی شاعری اعلیٰ درجہ کی ہوگی۔ اور جس قدر یہ ادنیٰ درجہ کی ہوگی اسی قدر اس کی شاعری ادنیٰ درجے کی ہوگی۔ یہ وہ ملکہ ہے جو اکتساب سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر شاعر کی ذات میں یہ ملکہ موجود ہے اور باقی شرطوں میں جو کہ کمال شاعری کے لیے ضروری ہیں کچھ کمی ہے تو وہ اس کا تدارک اس ملکہ سے کرسکتا ہے، لیکن اگر یہ ملکہ فطری کسی میں موجود نہیں ہے تو اور ضروری شرطوں کا کتنا ہی بڑا مجموعہ اس کے قبضے میں ہو وہ ہرگز شاعر کہلانے کا مستحق نہیں۔ یہ وہ طاقت ہے جو شاعر کو وقت اور زمانہ کی قید سے آزاد کرتی ہے۔ اور ماضی و مستقبل اس کے لیے زمانۂ حال میں کھینچ لاتی ہے۔ وہ آدمؑ اور جنت کی سرگزشت اور حشر ونشر کا بیان اس طرح کرتا ہے کہ گویا اس نے تمام واقعات اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں۔ اور ہر شخص اس سے ایسا ہی متاثر ہوتا ہے جیسا کہ ایک واقعی بیان سے ہونا چاہیے۔ اس میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ جن اور پری، عنقا اور آبِ حیواں جیسی فرضی اور معدوم چیزوں کو ایسے معقول اوصاف کے ساتھ متصف کرسکتا ہے کہ ان کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ جو نتیجہ وہ نکالتا ہے گو وہ منطق کے قاعدوں پر منطبق نہیں ہوتے لیکن جب دل اپنی معمولی حالت سے کسی قدر بلند ہوجاتا ہے تو وہ بالکل ٹھیک معلوم ہوتے ہیں۔

تخیُّل کی تعریف

تخیل یا ایمجی نیشن کی تعریف کرنی بھی ایسی ہی مشکل ہے جیسی کہ شعر کی تعریف، مگر من وجہ اس کی ماہیت کا خیال ان لفظوں سے دل میں پیدا ہوسکتا ہے۔ یعنی وہ ایک ایسی قوت ہے کہ معلومات کا ذخیرہ جو تجربہ یا مشاہدہ کے ذریعہ سے ذہن میں پہلے سے مہیا ہوتا ہے اس کو مکرر ترتیب دے کر ایک نئی صورت بخشتی ہے اور پھر اس کو الفاظ کے ایسے دلکش پیرائے میں جلوہ گر کرتی ہے جو معمولی پیرایوں سے بالکل یا کسی قدر الگ ہوتا ہے۔ اس تقریر سے ظاہر ہے کہ تخیل کا عمل اور تصرف جس طرح خیالات میں ہوتا ہے اسی طرح الفاظ میں بھی ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات شاعر کا طریقۂ بیان ایسا نرالا اور عجیب ہوتا ہے کہ غیر شاعر کا ذہن کبھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہی ایک چیز ہے جو کبھی تصورات اور خیالات میں تصرف کرتی ہے اور کبھی الفاظ وعبارات میں۔ اگرچہ اس قوت کا ہر ایک شاعر کی ذات میں موجود ہونا نہایت ضروری ہے لیکن ہمارے نزدیک اس کا عمل شاعر کے ہر ایک کلام میں یکساں نہیں ہوتا بلکہ کہیں زیادہ ہوتا ہے کہیں کم ہوتا ہے اور کہیں محض خیالات میں ہوتا ہے کہیں محض الفاظ میں۔

دوسری شرط...... کائنات کا مطالعہ

اگرچہ قوتِ متخیلہ اس حالت میں بھی جب کہ شاعر کی معلومات کا دائرہ نہایت تنگ اور محدود ہو اسی معمولی ذخیرہ سے کچھ نہ کچھ نتائج نکال سکتی ہے لیکن شاعری میں کمال حاصل کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ نسخۂ کائنات اور اس میں سے خاص کر نسخہ فطرت انسانی کا مطالعہ نہایت غور سے کیا جائے۔ انسان کی مختلف حالتیں جو زندگی میں اس کو پیش آتی ہیں ان کو تعمق کی نگاہ سے دیکھنا جو امور مشاہدہ میں آئیں

[1] Imagination

ان کے ترتیب دینے کی عادت ڈالنی، کائنات میں گہری نظر سے وہ خواص اور کیفیات مشاہدہ کرنے جو عام آنکھوں سے مخفی ہوں اور فکر میں مشق ومہارت سے یہ طاقت پیدا کرنی کہ وہ مختلف چیزوں سے متحد اور متحد چیزوں سے مختلف خاصیتیں فوراً اخذ کرسکے اور اس سرمایہ کو اپنی یاد کے خزانہ میں محفوظ رکھے۔

مختلف چیزوں سے متحد خاصیت اخذ کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے مرزا غالب کہتے ہیں:

بُوئے گُل ، نالۂ دل ، دُود چراغ محفل

جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

اور متحد اشیا سے مختلف خاصیتیں استنباط کرنے کی مثال میر ممنون کا یہ شعر ہے:

تفاوت قامتِ یار و قیامت میں ہے کیا ممنوںؔ

وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے

غرض کہ یہ تمام باتیں جو اوپر ذکر کی گئیں ایسی ضروری ہیں کہ کوئی شاعر ان سے استغنا کا دعویٰ نہیں کرسکتا کیوں کہ ان کے بغیر قوتِ متخیلہ کو اپنی اصلی غذا جس سے وہ نشوونما پاتی ہے نہیں پہنچتی بلکہ اس کی طاقت آدھی سے بھی کم رہ جاتی ہے۔

قوتِ متخیلہ کوئی شے بغیر مادہ کے پیدا نہیں کرسکتی بلکہ جو مصالح اس کو خارج سے ملتا ہے اس میں وہ اپنا تصرف کرکے ایک نئی شکل تراش لیتی ہے جتنے بڑے بڑے نامور شاعر دنیا میں گزرے ہیں وہ کائنات یا فطرتِ انسانی کے مطالعہ میں ضرور مستغرق رہے ہیں۔ جب رفتہ رفتہ اس مطالعہ کی عادت ہوجاتی ہے تو ہر ایک چیز کو غور سے دیکھنے کا ملکہ ہوجاتا ہے اور مشاہدوں کے خزانے گنجینۂ خیال میں خود بخود جمع ہونے لگتے ہیں۔

تیسری شرط...... تفحّصِ الفاظ

کائنات کے مطالعہ کی عادت ڈالنے کے بعد دوسرا نہایت ضروری مطالعہ یا تفحص ان الفاظ کا ہے جن کے ذریعہ سے مخاطب کو اپنے خیالات مخاطب کے روبرو پیش کرنے ہیں۔ یہ دوسرا مطالعہ بھی ویسا ہی ضروری اور اہم ہے جیسا کہ پہلا۔ شعر کی ترتیب کے وقت اول متناسب الفاظ کا انتخاب کرنا اور پھر ان کو ایسے طور پر ترتیب دینا کہ شعر سے معنیِ مقصود کے سمجھنے میں مخاطب کو کچھ تردد باقی نہ رہے اور خیال کی تصویر ہُو بہو آنکھوں کے سامنے پھر جائے اور باوجود اس کے اس ترتیب میں ایک جادو مخفی ہو جو مخاطب کو مسخر کرلے۔ اس مرحلہ کو طے کرنا جس قدر دشوار ہے، اسی قدر ضروری بھی ہے۔ کیوں کہ اگر شعر میں یہ بات نہیں ہے تو اس کے کہنے سے نہ کہنا بہتر ہے۔ اگرچہ شاعر کے متخیلہ کو الفاظ کی ترتیب میں ویسا ہی دخل ہے جیسا کہ خیالات کی ترتیب میں۔ لیکن اگر شاعر زبان کے ضروری حصہ پر حاوی نہیں ہے اور ترتیب شعر کے وقت صبر و استقلال کے ساتھ الفاظ کا تتبع اور تفحص نہیں کرتا تو محض قوتِ متخیلہ کچھ کام نہیں آسکتی۔

جن لوگوں کو یہ قدرت ہوتی ہے کہ شعر کے ذریعہ سے اپنے ہم جنسوں کے دل میں اثر پیدا کرسکتے ہیں، ان کو ایک ایک لفظ کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ فلاں لفظ جمہور کے جذبات پر کیا اثر رکھتا ہے اور اس کے اختیار کرنے یا ترک کرنے سے کیا کیا خاصیت بیان میں پیدا ہوتی ہے۔ نظمِ الفاظ میں اگر بال برابر بھی کمی رہ جاتی ہے تو وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ ہمارے شعر میں کون سی بات کی کسر ہے۔ جس طرح ناقص سانچے میں ڈھلی ہوئی چیز فوراً چغلی کھاتی ہے، اسی طرح ان کے شعر میں اگر تاؤ بھاؤ کا بھی فرق رہ جاتا ہے، معاً ان کی نظر میں کھٹک جاتا ہے۔ اگرچہ وزن اور قافیہ کی قید ناقص اور کامل دونوں قسم کے شاعروں کو اکثر اوقات ایسے لفظ کے استعمال پر مجبور کرتی ہے جو خیال کو بخوبی ادا کرنے سے قاصر ہے، مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ ناقص شاعر تھوڑی سی جستجو کے بعد اسی لفظ پر قناعت

کر لیتا ہے اور کامل جب تک زبان کے تمام کنوئیں نہیں جھانک لیتا تب تک اس لفظ پر قانع نہیں ہوتا۔ شاعر کو جب تک الفاظ پر کامل حکومت اور ان کی تلاش وجستجو میں نہایت صبر واستقلال حاصل نہ ہو ممکن نہیں کہ وہ جمہور کے دلوں پر بالاستقلال حکومت کر سکے۔ ایک حکیم شاعر کا قول ہے کہ "شعر شاعر کے دماغ سے ہتھیار بند نہیں کودتا، بلکہ خیال کی ابتدائی ناہمواری سے لے کر انتہا کی تنقیح وتہذیب تک بہت سے مرحلے طے کرنے ہوتے ہیں جو کہ اب سامعین کو شاید محسوس نہ ہوں لیکن شاعر کو ضرور پیش آتے ہیں۔"

اس بحث کے متعلق چند امور ہیں، جن کو فکرِ شعر کے وقت ضرور ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اول خیالات کو صبر وتحمل کے ساتھ الفاظ کا لباس پہنانا۔ پھر ان کو جانچنا اور تولنا اور ادائے معنی کے لحاظ سے ان میں جو قصور رہ جائے اس کو رفع کرنا۔ الفاظ کو ایسی ترتیب سے منتظم کرنا کہ صورۃً اگرچہ نثر سے متمیز ہو مگر معنے اسی قدر ادا کرے جیسے کہ نثر میں ادا ہو سکتے۔ شاعر بشرطیکہ شاعر ہو اول تو وہ ان باتوں کا لحاظ وقت پر ضرور کرتا ہے اور اگر کسی وجہ سے بالفعل اس کو زیادہ غور کرنے کا موقع نہیں ملتا تو پھر جب کبھی وہ اپنے کلام کو اطمینان کے وقت دیکھتا ہے اس کو ضرور کاٹ چھانٹ کرنی پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر بڑے بڑے شاعروں کا کلام مختلف نسخوں میں مختلف الفاظ کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

(مقدمۂ شعروشاعری)

مشق

1- مولانا حالی نے شاعری کے لیے کیا شرائط ضروری قرار دی ہیں؟

2- سبق "شاعری کے لیے کیا کیا شرطیں ضروری ہیں" کا خلاصہ لکھیں۔

3- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں:

i- وہ کون سی ضروری چیز ہے جو شاعر کو غیر شاعر سے تمیز دیتی ہے؟

ii- کون سی شے شاعر کو وقت اور زمانے کی قید سے آزاد کرتی ہے؟

iii- شاعر کی طبیعت میں مشاہدوں کے خزانے کیسے جمع ہوتے ہیں؟

iv- شعر ترتیب دیتے وقت شاعر کو سب سے پہلے کیا کرنا پڑتا ہے؟

v- اکثر بڑے شاعروں کا کلام مختلف نسخوں میں مختلف کیوں ملتا ہے؟

4- مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات میں سے جو درست ہیں، ان کے گرد دائرہ لگائیں:

i- حالی کی وجہِ شہرت زیادہ تر کیا ہے؟

ا۔ شاعری　ب۔ مضمون نگاری　ج۔ افسانہ نگاری　د۔ طنزومزاح

ii- "مقدمۂ شعروشاعری" کا تعلق کس صنفِ ادب سے ہے؟

ا۔ شاعری　ب۔ افسانہ　ج۔ طنزومزاح　د۔ تنقید

iii- حالؔی نے شاعری کے لیے کتنی شرائط ضروری قرار دی ہیں؟

ا۔ دو　ب۔ تین　ج۔ چار　د۔ پانچ

5- مولانا حالی پر مختصر سوانحی اور بطور نثر نگار تنقیدی نوٹ لکھیں۔

6- سبق کے حوالے سے مندرجہ ذیل جملوں کی وضاحت کریں:

i- یہ قوت جس قدر شاعر میں اعلیٰ درجہ کی ہوگی اسی قدر اس کی شاعری اعلیٰ درجہ کی ہوگی اور جس قدر یہ ادنیٰ درجہ کی ہوگی اسی قدر اس کی شاعری ادنیٰ درجے کی ہوگی۔

ii- وہی ایک چیز ہے جو کبھی تصورات اور خیالات میں تصرف کرتی ہے اور کبھی الفاظ و عبارات میں۔

iii- اگرچہ قوت متخیلہ اس حالت میں بھی جب کہ شاعر کی معلومات کا دائرہ نہایت تنگ اور محدود ہو اسی معمولی ذخیرہ سے کچھ نہ کچھ نتائج نکال سکتی ہے۔ لیکن شاعری میں کمال حاصل کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ نسخۂ کائنات اور اس میں سے خاص کر نسخۂ فطرتِ انسانی کا مطالعہ نہایت غور سے کیا جائے۔

iv- شعر شاعر کے دماغ سے ہتھیار بند نہیں کودتا بلکہ خیال کی ابتدائی ناہمواری سے لے کر انتہا کی تنقیح و تہذیب تک بہت سے مرحلے طے کرنے ہوتے ہیں جو کہ اب سامعین کو شاید محسوس نہ ہوں لیکن شاعر کو ضرور پیش آتے ہیں۔

7- مندرجہ ذیل الفاظ و تراکیب کا مطلب لکھیں:

تفحص، تتبع، قوتِ متخیلہ، تدارک، دودِ چراغ محفل

☆☆......☆☆......☆☆